بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا: 'میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی کے بیچ تھے۔'

سائیں محترم کی قادیانیوں سے خط وکتابت

قادیانیوں کے خلاف قلمی جہاد کا آغاز ۱۹۸۸ء میں اس وقت ہوا جب مرزا طاہر احمد قادیانی نے تمام امتِ مسلمہ کو مباہلہ کا چیلنج دیتے ہوئے ان کو مکفرین ومکذبین جیسے خطابات سے نوازا۔ اس کی ابتدا لندن میں قادیانیوں کے مرکز سے خط وکتابت سے ہوئی۔ مرزا طاہر کی طرف ان کے پریس اور پبلیکیشن سیکریٹری رشید چودھری صاحب سے جو خط وکتابت ہوئی وہ کتاب ۲۱ ان اکے دوسری طباعت میں شامل کر دی گئی تھی۔ جناب ریاض احمد قادیانی صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو ان کی شاعری کی بنیاد پر عاشق رسول اور فنافی الرسول ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ چونکہ مسئلہ بڑا اہم اور نازک ہے اس لئے سائیں نے جواباً عشق و عاشقی کیا ہے؟ کیا نبی بھی سالک ہوتا ہے؟ راہ سلوک، فنا فی الشیخ، فنافی الرسول اور فنافی اللہ جیسے موضوعات پر مختصراً روشنی ڈال کر ثابت کیا ہے کہ نبی یا رسول کو نہ تو فنافی الشیخ ہونے کی ضرورت ہے، نہ کوئی نبی آج تک کسی دوسرے نبی یا رسول پر فنا ہوا ہے اور نہ ہی اسے فنافی اللہ کے مقام سے گذرنے کی ضرورت ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے عشق رسول اور دعوائے نبوت کے اس فریب کا سائیں نے بڑے خوبصورت انداز میں پردہ چاک کیا ہے۔ ذیل میں سائیں کا ایک خط جو انہوں نے جواباً تحریر کیا تھا قارئین کے استفادے کیلئے شائع کیا جا رہا ہے۔......راشد۔

جناب ریاض احمد ارشد صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکتہ

آپ کے پرخلوص خط کا بہت شکریہ۔ خط میں حضور ﷺ سے آپ کا لگاؤ اور اس حوالے سے میرے بارے میں جس حسنِ ظن کا آپ نے مظاہرہ کیا ہے اس سے مجھے امید ہو چلی ہے کہ انشاءاللہ سرکار دوعالم ﷺ کی اوپر تحریر کردہ حدیث ایک نہ ایک دن آپ کو آپ کی تلاش میں کامیابی سے ہمکنار کر دے گی۔ ذیل میں سرکار دوعالم ﷺ کی شان اقدس میں اور ان کے عشق ومحبت میں ڈوبے ہوئے اشعار پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمایئے کہ کس اعلیٰ پائے کے مضمون کو کتنی خوبصورتی سے اپنے اشعار میں سمویا ہے اور شعر میں کتنی گہرائی ہے۔

م محمد من توں من کتاباں چار
من خدائے رسول نوں سچاے دربار

(گرونانک جی)

عدد نکالو ہر چیز سے چوگن کرلو وائے
باقی بچے کے نوگن کرلو دواس میں اور ملائے
دو ملا کے پچگن کر لو بیس کا بھاگ لگائے
کہت کبیر سنو بھئی سادھو نام محمد آئے (کبیرداس)

دل بیتاب کو سینے سے لگا لے آ جا
کہ سنبھلتا نہیں کم بخت سنبھا لے آ جا
پاؤں ہیں طول شب غم نے نکالے آ جا
خواب میں زلف کو مکھڑے سے لگائے آ جا
بے نقاب آج تو اے گیسوؤ والے آ جا (منشی درگا سہائے سرورؔ)

کان عرب سے نکل کر سرتاج بنا سرداروں کا
نام محمد اپنا رکھا سلطان بنا سرداروں کا
تیرا چرچا گھر گھر ہے جلوہ دل کے اندر ہے
ذکر ہے تیرا لب پر جاری دلدار بنا دلداروں کا (سرکشن پرشاد شادؔ)

ہو شوق نہ کیوں نعت رسول دوسرا کا
مضمون ہو عیاں دل میں جو لولاک کا
ہے جان و علاج سرا شافع محشر کا
کیفی مجھے اب خوف ہے کیا روز جزا کا (پنڈت کیفیؔ دہلوی)

آپ یقیناً مجھ سے اتفاق کریں گے کہ شاعر نے ان اشعار میں بڑی خوبصورتی سے اپنے عشق رسول کا اظہار کیا ہے۔سوال یہ ہے کہ اشعار میں اس طرح کا اظہار خیال کس چیز کی دلیل ہے؟ آپکو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ تمام اشعار ان شعرا کے ہیں جو غیر مسلم تھے اور اس پر ہی ان کا خاتمہ ہوا۔ان کے یہ عشق میں ڈوبے ہوئے اشعار ان کو راہ ہدایت تک نہ دکھلا سکے۔

آپ نے بڑے خوبصورت پیرائے میں میرے سوالات سے صرف نظر کرتے ہوئے مرزا صاحب کو عاشق رسول ﷺ اور فنافی الرسول ﷺ ثابت کیا اور پھر گویا آخر میں یہ کہہ کر کہ ’’سب سے بڑی اور مضبوط دلیل عشق و محبت ہے‘‘ آپ نے مرزا صاحب کے دعوائے نبوت و مسیحیت کو سچ اور حق قرار دے دیا۔قطع نظر اس کے کہ مرزا صاحب کس چیز کو اپنی نبوت کے صدق و کذب کا میعار قرار دیتے ہیں، آیئے آج آپ کے ہی اس قائم کردہ معیار پر پہلے گفتگو کرتے ہیں۔

عشق و عاشقی کیا ھے؟

عشق و محبت کیا چیز ہے۔اس کو سمجھنے کے لئے چند بنیادی باتوں کا جاننا ضروری ہے۔اجنبیت اور آشنائی دو متضاد چیزیں ہیں جب

انسان پہلے پہل کسی کا ذکر سنتا ہے تو اجنبیت اور آشنائی دور ہو کر شناسائی پیدا ہو جاتی ہے۔ جوں جوں محاسن کا تذکرہ ہوتا ہے تو اس ہستی سے ایک انس پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی انس آگے بڑھ کر یگانگت میں تبدیل ہو جاتا ہے اور یہ محبت کی ابتدا ہے۔ جب اس محبت میں اضافہ ہوتا ہے تو محبّ کو ہر لمحہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ تو من شدم من تو شدی۔ محبّ کے دل میں محبوب کا شوق غیر محسوس طریقہ سے جڑ پکڑ جاتا ہے۔ یہ شوق دراصل محبوب کا عطیہ ہے جو اسی کی طرف سے ہوتا ہے، کسبی نہیں ہے کہ آدمی اپنی محنت سے حاصل کر سکے۔ چنانچہ ایک مقام آتا ہے کہ محبّ کی محبت متحقق ہو جاتی ہے اور وہ اب شائق ہونے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ یہی شوق اب اس محبت کے پودے کی آبیاری کرتا ہے۔ محبوب جتنا مستور ہو، حجاب میں ہو، یہ آتش شوق اتنی ہی بھڑکتی ہے۔ حتیٰ کہ محبت کی چنگاری عشق کے شعلے میں بدل جاتی ہے۔

عشق کا یہ مقام اہل اللہ کے لئے مخصوص ہے۔ عشق کی گرمی ان کو ہر لمحہ مضطرب و بے چین رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایتوں سے ان میں وارفتگی اور سرشاری پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ ہوش و حواس کی دنیا سے بیگانے ہو جاتے ہیں۔ اپنے آپ میں نہیں رہتے۔ ان کا عشق بڑھ کر جنون بن جاتا ہے۔ عشق کی دیوانگی ان عشاق کو سوختہ جان کر دیتی ہے۔ اب نہ وہ دین کے قابل رہتے ہیں نہ دنیا کے۔ شریعت ان سے ساقط ہو جاتی ہے کیونکہ شریعت کا اطلاق پاگل پر نہیں ہوتا۔ اور ایسے اہل اللہ اور خاصان خدا درس و تدریس کے مرحلے سے گزر جاتے ہیں۔

راہ سلوک کہ یہ انتہائی مقام ہے جسے فنا فی اللہ بھی کہتے ہیں۔ اس مقام تک پہنچنے کے لئے سالک کو فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول ﷺ کے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ مقامات ایک وقتی ضرورت ہوتے ہیں۔ مرشد اپنے مرید کو اپنی محبت میں مبتلا کر کے اپنے اندر ضم کر لیتا ہے اور جونہی مرشدِ کامل دیکھتا ہے کہ مرید اب فنا فی الشیخ ہو گیا ہے تو وہ اس کو سرکار دو عالم ﷺ کی طرف روانہ کر دیتا ہے تا کہ وہ اگلے درجے میں ترقی کر سکے۔ اگر اس نے یعنی مرشد نے مرید کو وہیں رہنے دیا تو مرید کافر و زندیق و مشرک ہو گیا۔

بہر حال فنا فی الرسول ﷺ سراسر سرکار دو عالم ﷺ کی نظر کرم اور عطا ہے کہ وہ بندے کو یہ دو درجے عطا فرما دیں۔ ہر سالک اس کمال کے راستے کی طرف چلتا ہے مگر ہر کوئی اس کی انتہا کو نہیں پہنچ جاتا۔ غوث، قطب اور ابدال انتہا تک پہنچ کر سرکار دو عالم ﷺ کے شاہد ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ علم الیقین سے عین الیقین اور پھر حق الیقین کے مقام پر فائز ہو جاتے ہیں۔ ایسے خاصان خدا سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کرتے ہوئے اس مقام تک پہنچ جاتے ہیں جہاں سے پھر ان کی کوئی خبر نہیں آتی۔

آں آنکہ خبر شد خبر از باز نہ آمد

ہاں جن ہستیوں کو اللہ تعالیٰ مخلوق کی بھلائی کے لئے چن لیتا ہے وہ سیر فی اللہ کے اس مقام سے واپس کئے جاتے ہیں تا کہ وہ بہوش و حواس اور شریعت محمدی ﷺ کے مکلّف رہ کر بنی نوع آدم کی رہنمائی کر سکیں۔

کیا نبی بھی سالک ہوتا ہے؟

یہاں ایک اہم نکتہ یاد رکھنے کا یہ ہے کہ یہ تمام منازل سلوک کے لئے ہیں اور نبی و رسول سراج السالکین ہوتا ہے نہ کہ سالک۔ نبی یا رسول کو نہ تو فنا فی الشیخ ہونے کی ضرورت ہے نہ کوئی نبی آج تک کسی دوسرے نبی یا رسول پر فنا ہوا ہے اور نہ ہی فنا فی اللہ کے مقام و منزل سے

ان کو گزرنے کی ضرورت ہے۔ قرآن گواہ ہے، تاریخِ انسانی شاہد ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ انبیائے کرام موجود رہے ہیں اور ان میں ایک دوسرے سے افضل بھی تھے مگر کسی نبی نے کسی دوسرے نبی کا عاشق ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط، حضرت عیسیٰ اور حضرت یحیٰ، حضرت موسیٰ اور حجرت ہارون و حضرت خضر، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف وغیرہم علیہم السلام اجمعین باوجود ایک ہی زمانے اور علاقے میں ہونے کے ان منازلِ سلوک سے مبرا رہے۔ نہ ان میں سے کسی نے عاشقِ رسول ہونے کا دعویٰ کیا اور نہ ہی فنا فی اللہ کے مقام و منزل سے ان کو گذرنے کی ضرورت تھی۔

انبیائے کرام کا عرفان اور ہے اور اولیائے کرامؒ کا اور۔ سرکار دو عالم ﷺ کی سیر الی اللہ اور تھی اور اولیاء اللہ کی سیر الی اللہ اور۔ سرکار کی سیر جسم کے ساتھ ہوئی اور اولیائے کرامؒ کی روح کے ساتھ۔ الغرض اولیائے کرامؒ کا اعلیٰ ترین درجہ بھی انبیائے کرام کے ادنیٰ درجے کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ یہ کسبی نہیں وہبی ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے ازل سے ہی اپنے پیغمبروں کا چناؤ کر کے اس منصب پر فائز کیا۔ نہ صرف یہ بلکہ اپنے محبوب اور وجہ وجودِ کائنات سرکار دو عالم ﷺ کی آمد اور انبیائے کرام سے ان کی تشریف آوری پر انکی اطاعت پر بھی عہد لے لیا تھا جیسا کہ قران شریف کی اس آیت سے عیاں ہے:

و اذأخذ اللـه ميثٰق النبيين لمآ أتيتكم من كتابٍ و حكمةٍ ثم جآئكم رسولٌ مصّدقٌ لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه قال ءَ أقررتم واخذتم علىٰ ذٰلكم اصرى قالوٓا اقررنا قال فاشهدوا وانا معكم من الشٰهدين O (القرآن ۸۱:۳)

چنانچہ اسی لئے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ 'میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی کے بیچ میں تھے'۔ یہی وہ عظیم الشان ہستی ہے کہ جن کے قلب اطہر کو اللہ تعالیٰ نے وہ قوت عطا فرمائی کہ قرآن پاک کی امانت کا وہ بار جس کی ہیبت و عظمت و جلالت سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں سرکار دو عالم ﷺ کے قلب اطہر نے اس کو اپنے اندر جذب کیا۔ جب ہی تو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے فرمایا (۸:۱۱۰) کہ ''آپ فرما دیجئے (اے محمد) بلاشک میں تمہارے جیسا انسان ہوں مگر مجھ پر وحی آتی ہے'' اور یہیں فرق ہو گیا زمین و آسمان کا۔

مگر صد افسوس! بعض لوگ مثلاً مرزا صاحب سرکار دو عالم ﷺ کی اس عظمت و شان کو گھٹانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

من فرق بينی وبين المصطفی فمارانی ...... ''جس نے مجھ میں اور مصطفیٰ میں فرق کیا اس نے مجھے نہیں دیکھا مجھے نہیں پہچانا'' (خطبہ الہامیہ، رحانی خزائن جلد ۱۶/ص ۲۵۹)

کہاں وہ عظیم ہستی اور کہاں مرزا صاحب کہ نماز میں چھوٹی سی صورت پڑھنے سے محروم کہ اختلاج ہونے لگتا تھا۔ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔

موصوف فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام کبھی زمیں پر آئے ہیں نہ آتے ہیں! سچ ہی کہا کیونکہ حضرت جبرئیل ہی وہ فرشتہ تھے جو انبیاء کے پاس وحی لاتے تھے۔ چونکہ مرزا صاحب کے پاس وحی آتی نہیں تھی اس لئے جبریل کے آنے کا سوال ہی نہیں تھا (توضیح حرام

۔(۶۹۔۷۳)۔

مگر پھر بھی مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ ان کے پاس وحی آتی ہے۔سوال یہ ہے کہ وہ کون سے فرشتے تھے جو وحی لاتے تھے؟ اور اس کی حقیقت کیا تھی؟ براہین احمدیہ کو غور سے پڑھیں، قرآن پاک کی آیتوں کو جگہ جگہ تحریر فرماتے ہیں اور پھر اپنی تمام تحریروں میں براہین احمدیہ کا یہ حوالہ دیتے ہیں: 'اور جو خدا نے فرمایا براہین احمدیہ میں ....' گویا کہ براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے جو مرزا صاحب پر نازل ہوا ہو (معاذاللہ ثم معاذاللہ)۔لوگ تو آیتوں کی تحریف کی بات کرتے ہیں یہاں تو بیشتر قرآن ہی سرقہ ہو گیا۔

گستاخیِ رسول:

۱) آپ سرکار دو عالم ﷺ سے عشق کی بات کرتے ہیں۔یہ کیسا عاشق نامراد ہے کہ وہ آیتیں جو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں نازل فرمائی ہیں وہ مرزا صاحب اپنی طرف منسوب کرتے ہیں؟ حقیقت الوحی کو اٹھا کر دیکھئے **انا اعطینک الکوثر، یٰسٓ و القرآن الحکیم، و ما ینطق عن الھویٰ، وما ارسلنکالا رحمته اللعالمین، محمدالرسولاللہ والذین معہٗ** (روحانی خزائن جلد ۲۲،۱۷۔۱۸) یہ چند مثالیں ہیں جن میں مرزا صاحب نے انتہائی گستاخانہ انداز میں ان آیتوں کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے۔

۲) گستاخیِ رسول ﷺ کی دوسری مثال ملاحظہ فرمائیے۔نزول مسیح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۰ پر مرزا صاحب، جو کہ بزعم خود فنا فی الرسول اور عاشق رسول ہیں فرماتے ہیں کہ: 'میرے دعوے کی بنیاد قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہو اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردّی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔"

۳) مرزا صاحب کو یہ بھی خبط تھا کہ اپنے آپ کو دیگر انبیائے کرام کا ہم پلہ بلکہ ان سے بہتر سمجھتے تھے۔چنانچہ اپنے آپ کو حضور ﷺ سے افضل قرار دینے کی جدوجہد میں پہلے تو ان آیتوں کو اپنے اوپر چسپاں کیا جو اوپر دی گئی ہیں۔پھر یہ شعر ملاحظہ فرمائیے۔

"لہٗ خسف القمر المنیروان لی

عنسا القمران المشرقان اتنکر

ان کیلئے صرف چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔اب کیا تو انکار کریگا۔" (روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۸۳)

اپنی دوسری کتاب خطبۂ الہامیہ میں حضور ﷺ کے زمانے کے اسلام کو ہلال اپنے اسلام کو بدر سے تعبیر کیا۔(روحانی خزائن جلد ۱۶ ص ۱۸۴)

مندرجہ ذیل اشعار مرزا صاحب کے سامنے پیش کئے گئے جنکو انہوں نے پسند فرمایا اور طغرہ بنوایا اور اخبار البدر قادیان میں شائع کروایا:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں
(اخبار بدر قادیان نمبر ۴۳ ج ۲ ص ۱۴ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

اجتہادی غلطی:

جب مرزا صاحب سے پے در پے غلطیاں سرزد ہونے لگیں اور ان کی نام نہاد پیشگوئیاں غلط نکلنے لگیں تو جھٹ حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام پر الزام عائد کر کے گستاخی کی انتہا کر دی کہ ان سے بھی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا کہ:

☆ ......''ان کی وحی بھی غلط نکلی'' (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۷۲)

☆ ......حضور اکرم ﷺ سورۃ الزلزال کا مطلب غلط سمجھے۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۶۷۔۱۶۶)

کیا یہی محبت اور عشق رسول کی علامتیں ہیں؟ دیانتداری سے سوچیں اور فیصلہ کریں۔

پیشن گوئیاں:

اگرچہ آپ نے محبت اور عشق کو دلیل پیغمبری قرار دیا ہے۔ مگر میں معذرت کے ساتھ آپ کی رائے سے اختلاف کرونگا کیونکہ آپ سے زیادہ آپکے پیشوا صاحب کی تحریر اہم ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''ہمارے صدق اور کذب کو جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئیوں سے بڑھ کر کوئی محک امتحان نہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۸۸)

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا (آتھم کی موت کی پیشگوئی کرتے وقت)

''اگر آتھم نہ مرا تو مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے میرے گلے میں رسہ ڈال کر پھانسی دیجائے۔'' (جنگ مقدس، روحانی خزائن جلد ۶ ؟صفحہ ۲۹۳)

مزید اپنی قسمت پر مہر لگاتے ہوئے فرمایا کہ: ''جو شخص اپنے دعوے میں کاذب ہو اس کی پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔'' (روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۲۲)

اب آیئے ان ہی کے ان قائم کردہ معیار پر مرزا غلام احمد قادیانی کو پرکھیں۔ درج ذیل میں چند معروف پیشگوئیاں تحریر کر رہا ہوں۔ یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ وہ پیشگوئیاں جن کے بارے میں مرزا صاحب نے بڑی شد و مد سے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ ضرور بضرور پوری ہونگی۔

۱) ...... محمدی بیگم سے شادی کی پیشنگوئی۔(آئینہ کمالات اسلام)

۲) ...... آتھم کی موت سے متعلق پیشنگوئی۔(جنگ مقدس)

۳) ...... دوعورتوں (بیوہ اور باکرہ) سے شادی کا الہام۔(تریاق القلوب)

۴) اپنے مرید منظور احمد کے گھر لڑکا ہونے کی پیشنگوئی جو کہ خدا کا نشان ہوگا۔(ریویو مارچ ۱۹۰۷ صفحہ ۱۲۲) مگر نہ تو لڑکا پیدا ہوا بلکہ لڑکی پیدا ہوئی جو کہ مرگئی اور وہ خاتون بھی انتقال کرگئیں۔

۵) مکہ اور مدینہ میں مرنے کی پیشگی اطلاع۔

۶) مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ریل گاڑی کی پیشنگوئی۔

غرض یہ کہ چند نمونے ہیں ورنہ جھوٹی پیشنگوئیوں کی ایک طویل فہرست ہے۔

مالیخولیا اور دیگر بیماریاں:

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ الہامات، یہ پیشگوئیاں اور یہ توہین آمیز کلمات۔آخر یہ سب کیا تھا۔ذرا کھلے ذہن سے مرزا صاحب کی زندگی کا مطالعہ کریں تو تمام حقائق کھل کر سامنے آجائینگے۔

مرزا صاحب ایک ایسے خاندان سے تعلق رہتے تھے جو انگریزوں کا پرانا نمک خوار تھا۔مرزا صاحب شروع ہی سے کمزور ذہن کے انسان تھے اور انکے والد انکو زیادہ کتابیں پڑھنے سے روکا کرتے تھے۔جب جوان ہوئے تو والد کی سالانہ پینشن لے کر گھر سے بھاگ گئے اور ادھر ادھر اڑادی۔سیالکوٹ میں کورٹ میں ۱۵ روپے ماہوار پر ملازم ہوگئے۔وہاں انگریزی زبان سیکھی اور مختاری کا امتحان فیل کیا۔یہیں ایک پادری سے ۱۸۶۸ء میں جان پہچان ہوگئی جو بعد میں انکے چناؤ میں مددگار ثابت ہوا۔جب انکی عمر تقریباً ۳۶ سال ہوئی انکے والد کا انتقال ہوگیا۔اور اسی وقت سے بقول مرزا صاحب کے انکے اوپر وحی والہامات بارش کی طرح برسنے لگے۔(کیا یہ الہامات تھے یا ذہنی بیماری کی علامات؟)

ہسٹیریا کا پہلا دورہ پڑا جب بشیر اول کا انتقال ہوا۔جب دوسری شادی ہوئی تو نامرد تھے۔خدا کے حکم سے الہامی دوا 'تریاق الٰہی' نامی بنائی جس کا خاص جز افیون تھا۔حکیم نورالدین سے خط وکتابت میں اپنی جن بیماریوں کا تذکرہ کیا ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

مالیخولیا، مراق، نسیان، کم خوابی، دن میں سوسو دفعہ پیشاب آنا

ذیابیطس، تشنج قلب کے دورے، ہسٹریا۔

گویا کہ ذہنی بیماری + افیون = ؟؟الہامات وواہیات۔

یہاں ہوسکتا ہے کے آپ کے ذہن میں یہ اشکال ہو کہ تمام پیغمبروں کو انکے نہ ماننے والوں نے پاگل اور جنونی قرار دیا ہے تو اگر مرزا صاحب کو بھی ایسا کہہ دیا گیا تو کوئی حرج نہیں۔لیکن میں پہلے آپکے اس شبہ کا ازالہ کردوں کہ آج تک کسی نبی نے خود اپنے کو پاگل یا ذہنی مریض نہیں قرار دیا۔مگر مرزا صاحب ایک منفرد ہستی ہیں کہ جنہوں نے اپنی تحریروں میں خود ہی اپنی ذہنی بیماریوں کا اعتراف کیا۔یہ

مرزا صاحب کی ذہنی بیماری + افیون کا کمال تھا کہ جب انگریزوں نے مسلمانوں سے جہاد کی روح نکالنے کا فیصلہ کیا اور اس مقصد کے لئے ایک امتی نبی تشکیل دینے کے لئے تلاش شروع ہوئی تو نظرِ انتخاب انگریزوں کے پشتینی خادم غلام مرتضیٰ (جس نے ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لئے ۵۰ گھوڑسوار انگریز سرکار کو اپنی وفاداری کے ثبوت میں دیئے) کے اس فرزند پر پڑی جو ذہنی طور پر کمزور اور افیون و شراب کو بطور علاج استعمال کا عادی تھا۔

اسی بات کا مرزا صاحب نے اپنے گورنر پنجاب کے نام خط میں یوں اقرار کیا کہ وہ انگریز سرکار کا ''خود کاشتہ پودا'' ہیں جنکی وہ خدمات ہیں جو آج تک کسی مسلمان نے انجام نہیں دیں۔ (کتاب البریہ)۔

ملکہ وکٹوریہ کو خط لکھ کر اپنی خدمات یوں جتائی:

''انگریز سرکار کے لئے میں نے پچاس ہزار کی تعداد میں چھپوا کر اس ملک اور دیگر اسلامی ممالک میں تقسیم کروایا جسکے نتیجے میں لاکھوں آدمیوں نے جہاد کے گندے خیالات چھوڑ دئے''۔ (ستارہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۱۴)

اور یہ ذہنی بیماری ہی تھی جس پر شراب اور افیون نے سونے پر سہاگے کا کام کیا کہ مرزا صاحب ایک کے بعد دوسرا دعویٰ کرتے ہی چلے گئے۔ مناظرِ اسلام اور خادمِ اسلام سے شروع ہوئے، پھر مجدد، مثیل مسیح، مسیح موعود، نبی، رسول تک بن بیٹھے۔ ذہنی بیماری نے پیچھا نہ چھوڑا تو ہر نبی کا نام اپنے اوپر چسپاں کرایا۔ یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو حضور اکرم ﷺ کا دوسرا جنم قرار دے دیا۔ اب جو انکی مخالفت کرے وہ حرامی، طوئف کی اولاد قرار دیدیا گیا۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن نمبر ۵ صفحہ ۵۴۷)

ذہنی بیماریوں نے پھر بھی پیچھا نہیں چھوڑا تو خوابوں میں وہ کیفیت طاری ہونے لگی گویا کہ خدا کی بیوی ہیں (استغفراللہ)۔ پھر خوابیں آنے لگیں کہ گویا خدا کا بیٹا ہیں (حقیقت الوحی صفحہ ۸۹)۔ پھر خدا خود ہیں۔ (روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۳)

دیانتداری سے سوچیں تو یہ سب ذہنی بیماری کی کرشمہ سازیاں تھیں جو انکی سماعت اور بصارت پر اثر انداز ہوتی رہیں۔ خیر مرزا صاحب تو ذہنی مریض تھے۔ تعجب تو مجھے آپ جیسے پڑھے لکھے سمجھدار لوگوں پر ہوتا ہے جو جانتے ہوئے بھی کچھ نہیں جانتے۔ مرزا صاحب نے تو اپنی طرف سے حد کر دی کہ: ''جس نے میری تمام کتابیں کم از کم تین مرتبہ نہیں پڑھیں اسکا ایمان مشکوک ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ ۲ صفحہ ۷۸)

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کسی قادیانی نے مرزا صاحب کی تمام کتابوں کا تین دفعہ مطالعہ نہیں کیا ہوگا۔ اگر کرتا تو ضرور اسکی آنکھیں کھل جاتیں۔

الحاصل الکلام: جس عشق رسول کے طلسم میں آپ گرفتار ہیں اسکا پردہ میں نے چاک کر دیا ہے۔ خدا کے لئے ٹھنڈے دل سے بیٹھ کر غور کریں۔ اول تو کوئی نبی کسی دوسرے نبی پر عاشق ہی نہیں ہوسکتا۔ دوم کیا عشق و محبت میں آدمی گستاخی کا مرتکب ہوسکتا ہے؟ محبوب کے محاسن تلاش کئے جاتے ہیں نہ کہ خامیاں۔

نبوت کا معیار نہ عشق و محبت ہے نہ پیشگوئیاں!! اس غلط فہمی کو دل سے دور کر کے کھلے ذہن سے مرزا صاحب کی تحریروں کا مطالعہ

کریں۔اللہ تعالیٰ سے میری التجا ہے کہ آپکو حق و باطل میں تفریق کی صلاحیت عطا کرے اور حق کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اتنے لوگوں میں آپ پہلے قادیانی ملے ہیں جس نے اتنی سلجھی ہوئی تحریریں اس محبت بھرے انداز میں لکھی ہیں۔میں نہیں چاہتا کہ آپ خاموشی اختیار کرلیں۔اگر میری تحریر میں کوئی بات خلاف واقعہ ہے تو ضرور اصلاح فرمائیں اور جو میں نے حق بات تحریر کی ہے اس کو قبول کرلیں۔

فقط

والسلام

سید عبدالحفیظ شاہ

☆☆☆